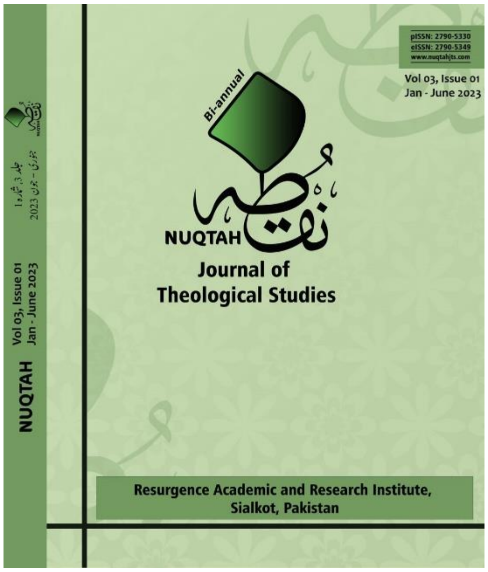

NUQTAH Journal of Theological Studies
Editor: Dr. Shumaila Majeed
(Bi-Annual)
Languages: Urdu, Arabic and English
pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349
https://nuqtahjts.com/index.php/njts

Published By:
Resurgence Academic and Research Institute, Sialkot (51310), Pakistan.
Email: editor@nuqtahjts.com

"مناہل العرفان فی علوم القرآن" کا اردو ترجمہ۔ تجزیاتی مطالعہ

Analytic Study of An Urdu translation of Manāhil al-‘irfān fī ‘Ulūm al-Qur’ān

Shazia Manzoor

Lecturer, Lahore College for Women University, Lahore.

Email: shaziamanzoor978@gmail.com

Published online: 30th June 2023

View this issue

OPEN ACCESS

Complete Guidelines and Publication details can be found at:
https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

"مناہل العرفان فی علوم القرآن" کا اردو ترجمہ۔ تجزیاتی مطالعہ

Analytic Study of An Urdu translation of Manāhil al-‘irfān fī ‘Ulūm al-Qur’ān

Abstract

Manāhil al-‘irfān fī ‘Ulūm al-Qur’ān by Allama Abdul Azeem Zurqani written during the fourteenth-century Hijri is regraded a wonderful book in the field of *Ulūm al Qur'ān*. The purpose of the book is to offer Muslims a fresh perspective on the Islamic sciences established by prior scholars. Additionally, it systematically and rationally addresses the doubts posed by orientalists, while also fostering an enhanced research methodology among scholars. Notably, the author meticulously tackles objections related to the compilation of the Holy Qur'an, demonstrating a comprehensive and logical approach.

This paper is an analysis of an Urdu translation of *Manāhil al-‘irfān fī ‘Ulūm al-Qur’ān* published from Lahore. The objective of this Urdu translation is to acquaint Urdu readers with the scholarly endeavour of Arab scholars, enabling them to grasp the content and directly benefit from this book. Upon evaluating the translated manuscript, it becomes apparent that despite using the analytical methodology in the Urdu translation, the translator occasionally introduces omissions, insertions into original paragraphs, alterations in paragraph sequences, and modifications to headings and certain words in the original text. Nevertheless, despite these elements, the translation remains highly simple, comprehensible, and fluid. At times, the emphasis is placed on conveying the conceptual essence of expressions. A comprehensive evaluation of the book reveals that the

translator has exerted considerable effort to represent the original work honestly, and this translation, from a diverse perspective, will serve as a congruent response to contemporary secular thought regarding the Quran's religious and proselytizing facets. Hence, it has been embedded in the framework of the Urdu language to facilitate the establishment of robust interlingual connections in the future between both languages.

Keywords: Manahil al Irfan, Oriental thought, atheistic refutation, kinds of translation, Urdu

تعارفِ مؤلف

مناہل العرفان فی علوم القرآن کے مؤلف شیخ محمد عبد العظیم الزرقانی ہیں جو کہ اہل الجعفریہ سے ہیں۔ یہ چودھویں صدی ھجری کے آغاز میں مصر میں پیدا ہوئے اور انکی وفات قاہرہ میں (1367ھ) میں ہوئی۔ مصر کے مشہور شہر "زُرقان" کی طرف نسبت کی وجہ سے انہیں زُرقانی کہا جاتا ہے۔ علامہ خیر الدین الزرکلی نے اس کا تذکرہ اس طرح کیا ہے:

" محمد عبد العظيم الزرقاني: من علماء الأزهر بمصر. تخرج بكلية أصول الدين، وعمل بها مدرسا لعلوم القرآن والحديث۔"[1]

شیخ عبد العظیم زرقانی الازھری کا شمار جامعہ ازہر، مصر کے علماء میں ہوتا ہے۔ جامعہ مصر ازھر کے کلیہ "اصول الدین" میں علوم القرآن اور علوم الحدیث کے استاد تھے۔

آپ کی مشہور کتب میں "المنهل الحديث فی علوم الحديث "، " بحث في الدعوة والإرشاد" اور "رسالة في الوعظ والإرشاد وطرقهما "شامل ہیں۔

"مناھل العرفان فی علوم القرآن" کا تعارف

راقمہ کے زیر مطالعہ مناہل العرفان فی علوم القرآن کا نسخہ دو جلدوں پر مشتمل ہے اور اسکا ناشر معروف مصری مطبعہ عيسىٰ البابي الحلبي وشركاه ہے جہاں سے یہ کتاب تیسری بار طبع ہوئی۔ جلد اول کے 477 صفحات اور جلد دوم کے 437 صفحات ہیں۔ یہ کتاب علوم القرآن کی کل سترہ انواع پر مشتمل ہے اور اس میں ہر موضوع سے متعلق جدید اسلوب اختیار کرتے ہوئے اس پر قابلِ تعریف

معلومات جمع کی گئی ہیں۔ محمد حسن محمد سبستان نے علوم القرآن کی تدریس کے لیے بالخصوص اسباب نزول کی معرفت کے فوائد کے لیے اس کتاب کے اسلوب کو اختیار کیا ہے اور اس ضمن میں وہ اس کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ کرتے ہیں:

"مناهل العرفان في علوم القرآن للشيخ الدكتورمحمد عبد العظيم الزرقاني فقد جَلَّى هذا العلم وأظهره وجدد أسلوبه وهو جيد في الاعتماد عليه مرجعاً "-[2]

"مناہل العرفان فی علوم القرآن کے مؤلف شیخ ڈاکٹر محمد عبد العظیم زرقانی نے اس علم کو جلا بخشی اور اس کی تجدید کی۔ ان کی تحقیقات پر بطور حوالہ انحصار کرنا اچھا ہے۔"

علامہ نور الدین عتر نے اپنی کتاب "علوم القرآن الكريم "میں اس کا تعارف اس طرح سے پیش کیا ہے:

"مناهل العرفان في علوم القرآن»، للعلّامة الكبير محمد عبد العظيم الزرقاني. وهو كتاب حافل واسع المحتوى، عذب الأسلوب يقع في مجلدين."[3]

مناہل العرفان فی علوم القرآن علامہ محمد عبد العظیم زرقانی کی تصنیف ہے۔ یہ دو جلدوں پر مشتمل ایک مبسوط کتاب ہے، جس کا اسلوب آسان فہم ہے۔

اس کتاب میں بالخصوص قرآن اور وحی پر کیئے گئے اعتراضات و شبہات کے رد میں کافی عمدہ معلومات ہیں۔اس کے علاوہ انہوں نے بغیر کسی تعصب کے ان شبہات واعتراضات کے جوابات دیے ہیں اور ان معترضین کے نام ذکر نہیں کیئے۔ بعد میں آنے والوں میں سے بہت سے لوگوں نے علوم القرآن کے حوالے سے اسکی ترتیب و تبویب کو اختیار کیا ہے۔اس کے مشتملات میں علوم القرآن کا تعارف و تاریخ،نزول قرآن،اسباب نزول،سات حروف پر قرآن کریم کا نزول، قرآن کریم میں مکی مدنی آیات،جمع قرآن، قرآن کریم کی ترتیبِ آیات و سور، قرآن کریم کی کتابت ،رسم اور مصاحف سے متعلقہ بحث،علم القراءات اور اس سے متعلق شبہات،علم التفسیر، مفسرین کرام، علم النسخ، علم محکم و تشابہات، قرآن مجید کا اسلوب اور اعجاز سے متعلق ابحاث شامل ہیں۔

مناھل العرفان میں "البرھان فی علوم القرآن" کی سنتالیس میں سے (اکتیس)ایسی انواع ہیں جن کو وہ زیر بحث نہیں لائے۔اسی طرح "الاتقان فی علوم القرآن" کی اسی انواع میں سے (انسٹھ) اور "التحبیر فی علم التفسیر" میں (انسٹھ) انواع ایسی ہیں جنکے مباحث کو علامہ

زرقانی نے "مناھل العرفان" میں شامل نہیں کیا جس سے اس کتاب کی انفرادیت کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ مصنف نے اس میں چند ایسے مباحث کو شامل کیا ہے جن کا ذکر مستقل علوم القرآن کی کسی دوسری کتاب میں نہیں ہے۔ اگرچہ ضمنی طور پر ان میں سے بعض کا ذکر" الاتقان "اور" البرھان "میں ملتا ہے۔

اس حوالے سے انکا اسلوب یہ ہے کہ کسی بحث سے متعلق کئی اہم مسائل کو مختلف عناوین کے تحت ذکر کرتے ہیں۔ پھر بعض ابحاث کے تحت انکا معنی ومفہوم، فوائد اور شریعت کی نظر میں اس بحث کی حکمت، انکے بارے میں شبہات بیان کر کے قرآن وسنت کی روشنی میں انکار، راجح قول اور آخر میں مختلف الفاظ کے ساتھ خلاصہ بحث بھی پیش کرتے ہیں۔

اردو ترجمہ کا تعارف:

مناھل العرفان کا اردو ترجمہ حال ہی میں جامعہ اشرفیہ، لاہور کے دو علمائے کرام، مولانا خالد محمود اور مولانا ابو محمد عبد الوھاب کی طرف سے پیش کیا گیا ہے۔ ایک جلد پر مشتمل اس مجلد کتاب کا پہلا جز 504 صفحات پر اور دوسرا جز 308 صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ مکتبہ رحمانیہ ،اردو بازار، لاہور سے شائع ہوئی جس کا سنِ طباعت درج نہیں کیا گیا۔

ترجمہ کا اسلوب و منہج:

ترجمہ کا عمومی معنیٰ یہ ہوتا ہے کہ ایک زبان کی دوسری زبان میں منتقلی کی جائے۔ اس ضمن میں اپنی زبان کے لب ولہجہ اور اس کی خوبیوں کو برقرار رکھتے ہوئے اصل متن کے تمام الفاظ کا احاطہ کرنے کی کوشش کی جائے۔ نیز انکے جملوں کی ترتیب کو مد نظر رکھا جائے۔ یہ ترجمہ جہاں مترجمین کی عربی عبارات پر فہم دقیق کی طرف اشارہ کرتا ہے وہیں اس پر بھی روشن دلیل ہے کہ وہ دونوں اردو زبان میں اچھے اور سلیس پیرایہ بیان میں عربی عبارات کو منتقل کرنے کا بھی ملکہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ بعض مقامات پر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ جملوں کے اعتبار سے بہت پیچیدہ ہیں لیکن پھر بھی مترجمین نے سیاق وسباق کی روشنی میں انکا عام فہم ترجمہ کیا ہے۔

اسلوب کا لغوی معنیٰ:

"يطلق الأسلوب في لغة العرب إطلاقات مختلفة فيقال للطريق بين الأشجار وللفن وللوجه وللمذهب وللشموخ بالانف ولعنق الأسد ويقال لطريقة المتكلم في كلامه"۔[4]

"لغت عرب میں "اسلوب" کا لفظ مختلف معنی کے لیے استعمال ہوتا ہے :1۔درختوں کے درمیان کا راستہ،2۔فن،3چہرہ۔4۔مذہب،5۔ناک کا چڑھانااور مغرور ہونا،6۔شیر کی گردن،7۔متکلم کا طرز وطریق" ۔[5]

شیخ زرقانی نے اسلوب کا اصطلاحی مفہوم اس طرح بیان کیا ہے:

" تواضع المتأدبون وعلماء العربية على أن الأسلوب هو الطريقة الكلامية التي يسلكها المتكلم في تأليف كلامه واختيار ألفاظه أو هو المذهب الكلامي الذي انفرد به المتكلم في تأدية معانيه ومقاصده من كلامه او هو طابع الكلام أو فنه الذي انفرد به المتكلم كذلك[6]".

"ادباء اور علمائے عربیت کا "اسلوب" کی اصطلاحی تعریف میں اس پر اتفاق ہے کہ :اسلوب،وہ طرز کلام ہے جسے متکلم اپنے کلام کی تالیف وترکیب اور الفاظ کے چناؤ میں اختیار کرتا ہے یا" اسلوب" وہ مذہب کلامی ہے جسے متکلم معانی کی ادائیگی اور اپنے کلام کے مقاصد کے حصول کے لیے منفرد ہو یا"اسلوب"کلام کا وہ طرز اور انداز ہے جس میں متکلم منفرد ہو"۔[7]

پھر اسلوبِ قرآن کا مفہوم اس طرح دیا گیا ہے:

" معنى أسلوب القرآن: وعلى هذا فأسلوب القرآن الكريم هو طريقته التي انفرد بها في تأليف كلامه واختيار ألفاظه ولا غرابة أن يكون للقرآن الكريم أسلوب خاص به فإن لكل كلام إلهي أو بشري أسلوبه الخاص به وأساليب المتكلمين وطرائقهم في عرض كلامهم من شعر أو نثر تتعدد بتعدد أشخاصهم بل تتعدد في الشخص الواحد بتعدد الموضوعات التي يتناولها والفنون التي يعالجها. الأسلوب غير المفردات والتراكيب: ونلفت نظرك إلى أن الأسلوب غير المفردات والتراكيب التي يتألف منها الكلام وإنما هو الطريقة التي انتهجها المؤلف في اختيار المفردات والتراكيب لكلامه[8]" .

"بنابریں اسلوبِ قرآن سے مراد اس کا وہ طرز ہے جس میں وہ اپنے الفاظ کے انتخاب اور کلام کی ترکیب میں منفرد ہو۔ یہ بات بھی قابلِ تعجب نہیں کہ قرآن کریم کا ایک ایسا اسلوب ہو جو اسی کے ساتھ مخصوص ہو کیونکہ ہر کلام کا خواہ انسانی ہو یا خدائی ہو ایک اسلوب ہوتا ہے جو اس کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے، متکلمین کے اسالیب اپنے شعری یا نثری کلام کو پیش کرنے میں متعدد ہوتے ہیں اشخاص کے تعدد کی وجہ سے، بلکہ بسا اوقات وہ اسالیب، موضوعات اور فنون کے تعدد کی بناء پر ایک ہی شخص کے لیے متعدد ہوتے ہیں۔ ہم آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرواتے ہیں کہ وہ مفردات اور مرکبات جن سے کلام مرکب ہوتا ہے اسلوب اس کے مغایر چیز ہے، اسلوب اصل میں وہ طرز و طریق ہے جسے کوئی مؤلف اپنے کلام کے مفردات و مرکبات کے انتخاب میں اختیار کرتا ہے"۔[9]

مناھل العرفان کے اردو ترجمہ میں مترجمین کا اسلوب و منہج:

اردو مترجمین نے ترجمہ میں رواں لفظی ترجمہ کرنے کی بجائے آزاد ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ مترجمینکو اصل متن کی پیشکش میں آزادی ہوتی ہے۔ وہ دوسری زبان کے مرکبات اور جملوں کو اپنی زبان کے لب ولہجہ اور مزاج کے مطابق پیش کرنے میں آزاد ہوتا ہے۔ لیکن جب مترجمین فنی مباحث کا ترجمہ کرتا ہے تو اس میں یہ تقاضا کیا جاتا ہے کہ ترجمہ حتمی ہو۔ اس کتاب میں بھی غالب پہلو یہی ہے کہ اس بات کا خیال رکھا گیا ہے جیسا کہ علم "اسلوبِ قرآن کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ" کی بحث میں بامحاورہ ترجمہ کیا ہے لیکن بعض مقامات اس سے تشنہ ہیں۔

کچھ مقامات بالخصوص علوم القرآن کی نوع اس لحاظ سے محلِ نظر ہے کہ کہیں عربی عبارات ترجمہ کے اعتبار سے تقدیم و تاخیر کا شکار ہیں تو، کہیں پر اصل عربی عبارات میں درج بعض جملوں اور کچھ الفاظ میں حذف و اضافہ کر دیا گیا ہے۔ ذیل میں اس بارے میں ہر پہلو کی مثال درج ہے:

ترتیب میں تقدیم و تاخیر:

جہاں تک عربی عبارات میں بعض الفاظ میں تقدیم و تاخیر کی بات ہے تو اسکی چند مثالیں یہ ہیں:

(مثال اول) اسلوب قرآن کے معنی میں علامہ زرقانی نے یہ بیان کیا ہے:

"وعلى هذا فأسلوب القرآن الكريم هو طريقته التي انفرد بها في تأليف كلامه واختيار ألفاظه ولا غرابة"۔[10]

"بنابریں اسلوبِ قرآن سے مراد اس کا وہ طرز ہے جس میں وہ اپنے الفاظ کے انتخاب اور کلام کی ترکیب میں منفرد ہو۔[11]

اب یہاں پر ترجمہ کرنے کا اصول تو یہ ہے کہ الفاظ اور جملوں میں انکی ترتیب و ترکیب کو بالخصوص مد نظر رکھا جائے لیکن صاحب ترجمہ نے اصل کے برعکس "تأليف كلامه "کا ترجمہ " کلام کی ترکیب "بعد میں اور" اختيار ألفاظه ""الفاظ کے انتخاب "کا ترجمہ پہلے کر دیا ہے۔

(مثال دوم) اس کے بعد وجوہ اعجاز قرآن کی فصل میں "وفاؤه بحاجات البشر "یعنی انسانی حاجات کی تکمیل کے تحت بیان کرتے ہوئے کہ قرآنی ہدایات اس قدر کامل ہیں کہ ہر دور اور ہر علاقے میں بسنے والے انسانوں کی تمام ضروریات کی کفالت کرتی ہیں۔اس دوران بعض نکات کی ترتیب میں فرق پایا گیا ہے مثلاً

4۔" مصلحو أوروبا يرفعون أصواتهم بضرورة الرجوع إلى مبدأ تعدد الزوجات حتى بعض نسائهم طالبن بهذا۔

5۔اليهود يطالبون أيضا بتعدد الزوجات وقد تزعم هذه الحركة يهودي اسمه مورشه ليكفر مان وبرهن على أن ذلك من أحكام الدين اليهودي وطلب إلى اليهود إلغاء قرار الحاخام غرشون الذي تعدى حدود الدين اليهودي بإبطاله الزواج بأكثر من واحدة وأصبح له أتباع كثيرون" ۔[12]

ان دونوں نکات کی ترتیب اور ترجمہ مترجمین نے اصل متن کے برعکس یوں پیش کیا ہے:

"4۔اب یہود بھی تعدد ازدواج کا مطالبہ کرنے لگے ہیں،اس تحریک کی قیادت ایک یہودی شخص جس کا نام "مورشہ للکفرمان "کر رہے ہیں،اور اس نے اس پر دلیل یہ دی ہے کہ اس سے یہودی مذہب کو استحکام حاصل ہو گا،اس نے یہود سے مطالبہ کیا ہے کہ "الحاخام غرشون "جس نے ایک سے زیادہ شادیاں ممنوع قرار دے کر مذہب یہود سے تجاوز کیا ہے،اسکے قانون کو کالعدم قرار دیا جائے،بلکہ انکی بعض عورتیں بھی اس مطالبے میں شریک ہیں۔اور بہت سے لوگ اسکے پیروکار بھی بن گئے ہیں۔

5۔یورپ کے اصلاح پسند لوگ تعدد ازدواج کی ضرورت پر اپنی آواز بلند کر رہے ہیں،انکی کچھ عورتیں بھی اسکا مطالبہ کر رہی ہیں"۔[13]

مناھل العرفان اور مترجمین کتاب کے اسلوب میں چند مزید فروق :

- "مناھل العرفان" میں درج آیات مبارکہ کے کبھی متنِ آیت اور ترجمہ دونوں اور کہیں صرف ترجمہ بحوالہ نقل کرنے پر اکتفاء کیا گیا ہے۔
- مترجمین نے اصل کتاب کے اسلوب سے ہٹ کر اپنی الگ ترتیب سے فہرستِ مضامین پیش کی ہے۔ جیسا کہ جلد اول کے آغاز میں ہی "علوم القرآن" کی تعریف بیان کرتے ہوئے لفظ "علم"، حکماء کے نزدیک، متکلمین کے نزدیک، شریعت کے نزدیک، مادیت پرستوں کے نزدیک، علم تدوین کے نزدیک، علم محدثین کے نزدیک کی سرخیوں کے تحت وضاحت پیش کی گئی ہے جبکہ اصل کتاب میں یہ ذیلی سرخیاں نہیں دی گئی ہیں۔ البتہ کہیں کہیں مترجمین نے بھی یکساں اسلوب اختیار کرتے ہوئے اصل کتاب کی ترتیب کو ملحوظ رکھا ہے جیسا کہ قرآن کا مفہوم بیان کرتے ہوئے اصل کتاب کے مطابق ترتیب پیش کی گئی ہے۔
- اصل کتاب کی "فہرستِ مضامین" میں بعض اوقات کسی موضوع سے متعلق ذیلی عناوین کو تفصیلاً پیش کیا ہے[14] تو مترجمین نے اپنی فہرست میں انہیں قدرے چیدہ چیدہ انداز سے درج کیا ہے۔ مثلاً "علم الترجمہ" کی بحث میں یہ فرق نمایاں ہے۔[15]
- مترجمین نے اصل کتاب کی ترتیب کو ملحوظ نہیں رکھا جیسا کہ اصل کتاب کی جلد دوم میں کل چھ ابحاث درج ہیں جبکہ مترجمین نے اس جلد کے تحت کل پانچ ابحاث پیش کی ہیں جیسا کہ "مناھل العرفان" میں المبحث الثانی عشر یعنی بارھواں موضوع جو کہ " فی التفسیر والمفسرین وما یتعلق بھما" کے عنوان سے ہے وہ جلد دوم میں ابتدائی بحث کے طور پر پیش کیا گیا ہے جبکہ مترجمین نے اس کو جلد اول کی آخری بحث میں شامل کیا ہے۔ اس اعتبار سے گویا اگر مترجمین اصل ترتیب کو ہی ملحوظ رکھتے تو یہ زیادہ عمدہ ہوتا۔
- آزاد ترجمہ ایک اختصاصی عمل ہے۔ یہ اس بات کی اجازت ہرگز نہیں دیتا کہ جو الفاظ آپ پر مبہم ہیں تو آپ انہیں بنیادی لغات یا ماخذ سے استفادہ کرنے کی بجائے اسی زبان میں ادا کریں یا انکو چھوڑ کر آگے بڑھ جائیں۔ اس کتاب میں بھی کہیں کہیں عربی الفاظ کا ترجمہ کرتے ہوئے انہیں اردو زبان میں منتقل نہیں کیا گیا جیسا کہ "قرآن کریم کے اسلوب" میں "جودة" کو

"جودت" اور "رداءۃ" کو "رداءت"، [16] "اتصالات" کو "اتصالات"، [17] اور "اعجاز قرآن" کی بحث میں "مصحح" کو بھی انہی الفاظ کے ساتھ ہی تحریر کر دیا ہے۔ [18] اگر ان کے لیے بنیادی ماخذ و لغات سے استفادہ کیا جاتا تو زیادہ مناسب ہوتا۔

- اصل متن کے اشعار پیش کرنے کے متعلق مترجمین کا اسلوب یکساں نہیں رہا ہے۔ جیسا کہ علامہ زرقانی نے دورانِ بحث اشعار سے بکثرت استدلال کیا ہے۔ مترجمین نے زیادہ تر ان اشعار کو بمع متن اور کہیں کہیں صرف ترجمہ تحریر کرنے پر اکتفا کیا ہے [19]۔

عربی عبارات میں سے بعض ذیلی ابحاث کا حذف :

آزاد ترجمہ کے تحت مترجمین کو بالخصوص اصل متن کے کسی پہلو کو حذف و اضافہ کی آزادی نہیں ہوتی لیکن اس ترجمہ میں کہیں کہیں یہ عنصر پایا گیا ہے۔ جیسا کہ ترجمہ کرتے ہوئے مترجمین بعض مرتبہ کسی عربی عبارت کو حذف کر دیتے ہیں اور کہیں کہیں پر عربی جملوں میں سے انکے چند مفردات کو مدنظر نہیں رکھا جاتا۔

- ابتداء میں ہی "تصدیر کے عنوان کے تحت"، " مقدمة في القرآن وعلومه ومنهجي في التاليف "کو حذف کر دیا گیا ہے جس میں قرآن کریم کے فضائل، آداب، اخلاق، علوم و معارف کے اعتبار سے دین اسلام کا مستند ہونا، مذہب اسلام کا لغتِ عرب کے لیے ستون کی حیثیت ہونا اور اسی طرح کے چند دیگر مباحث کا ذکر بھی شامل ہے [20]۔
- بحث دوم "في التفسير والمفسرين" میں تفسیر ابن کثیر کے بعد "تفسیر بغوی" کا مندرجہ ذیل تعارف مکمل طور پر حذف کر دیا ہے جبکہ اس سے اگلی تفسیر "تفسیر بقی بن مخلد" کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ [21]

"تفسير البغوي- هو العلامة أبو محمد الحسين بن مسعود البغوي الفقيه الشافعي كان إماما في التفسير والحديث له التصانيف المفيدة ومنها معالم التنزيل أتى فيه بالمأثور ولكن مجردا عن الأسانيد۔" [22]

- علامہ زرقانی نے "وحی کی حقیقت اور اسکی انواع و کیفیات" کی بحث کے بعد وحی عقل کے ذریعے سے ثابت کرنا ممکن ہے۔ اس بارے میں شبہات کے جوابات دیتے ہوئے آخر میں "خاتمۃ البحث" کی صورت میں بحث کو سمیٹا ہے [23] لیکن مترجمین نے اس

"خاتمۃ البحث" کو حذف کر دیا ہے اور اس سے آگے نیا موضوع "ترتیب نزولی کے اعتبار سے پہلی اور آخری آیات" کو بیان کیا ہے ۔[24]

اس "خاتمۃ البحث" کا لبِ لباب کچھ یوں ہے کہ علامہ زرقانی کے نزدیک بالخصوص دعوۃ وارشاد کے طلباء کے لیے یہ وحی کی تفصیلاً بحث ایک اسلحہ کیطرح بہت ضروری تھی۔ اور یہ مومن اور کافر، متبعین اور ملحدین، الٰہیون اور الطبیعون وغیرہ کے لیے ایک نزولی تحفہ کی مانند ہے۔ وحی کو سائنسی طور پر ثابت کرنے کے لیے جدلیہ دلائل کا استعمال کیا گیا ہے تاکہ منکرین اللہ کی آیات پر ایمان لے آئیں۔

اس کے بعد علوم القرآن کی بحث میں "مناھل العرفان" کی اس عبارت کا ترجمہ بھی محذوف ہے۔

"أما الرسول صلوات الله وسلامه عليه فلأنه كان يتلقى الوحي عن الله وحده. والله تعالى كتب على نفسه الرحمة ليجمعنه له في صدره وليطلقن لسانه بقراءته وترتيله وليميطن له اللثام عن معانيه وأسراره. اقرأ إن شئت قوله سبحانه: {لا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ} [25]."

عربی عبارات کا حذف

علامہ زرقانی اسلوبِ قرآن کے خصائص بیان کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

"وهذا الجمال الصوتي أو النظام التوقيعي هو أول شيء أحسته الآذان العربية أيام نزول القرآن ولم تكن عهدت مثله فيما عرفت من منثور الكلام سواء أكان مرسلا أم مسجوعا حتى خيل إلى هؤلاء العرب أن القرآن شعر لأنهم أدركوا في إيقاعه وترجيعه لذة وأخذتهم من لذة هذا الإيقاع والترجيع هزة لم يعرفوا شيئا قريبا منها إلا في الشعر"۔[26]

"یہ صوتی حسن وجمال یا نظام ہے جس سے نزول قرآن کے امام میں عرب کے کانوں نے پہلے پہل محسوس کیا، جس منثور کلام سے وہ واقف تھے اس میں اس جیسا کلام انہوں نے کبھی پایا ہی نہیں تھا، خواہ وہ نثر مرسل ہو یا نثر سبع۔ یہاں تک کہ اہلِ عرب کو قرآن کی بہ نسبت یہ خیال ہوا کہ شاید کوئی شعری کلام ہے، کیونکہ انہیں اسکی نغمہ سرائی اور ترنمات میں لذت اور لطف محسوس ہوتا تھا۔ جو انہیں جھنجھوڑتا تھا، وہ اس طرح کی چیز اشعار میں پاتے تھے۔[27]

اب اس میں کچھ الفاظ کا ترجمہ جیسے "النظام التوقيفي" کا ترجمہ "طے شدہ نظام کی بجائے صرف "نظام" کرنے پر ہی اکتفاء کیا ہے، کچھ کا ترجمہ درست نہیں کیا گیا جیسا کہ "ایام" کا معنی "امام" اور "نثر سجع" کو "نثر سبع" تحریر کیا ہے۔ اسی طرح " وأخذتهم من لذة هذا الإيقاع والترجيع هزة لم يعرفوا شيئا قريبا منها إلا في الشعر "کی عبارت میں صرف ضمیر کے ذریعے اشارہ کیا گیا ہے۔

- اسی طرح علوم القرآن کا مفہوم بیان کرنے سے پہلے "علم مدونین کے نزدیک" کی بحث میں علماء کرام کے اقوال نقل کرنے کے بعد علامہ زرقانی نے ان تعریفات کا خلاصہ پیش کیا ہے اور اس کے بعد کی بحث میں سے زیر نظر عبارات کا ترجمہ حذف کیا ہے:

"هذا كله إطلاق واحد من إطلاقات ثلاثة لعلماء التدوين. والإطلاق الثاني عندهم: هو الإدراك أي إدراك تلك المعارف السالفة. والإطلاق الثالث: هو على ما يسمونه ملكة الاستحصال أي التي تستحصل بها تلك المعارف. أو ملكة الاستحضار أي التي تستحضر بها المعارف بعد حصولها. وأول هذه الإطلاقات هو أولاها بالقبول لأنه المتبادر من نحو قولهم تعلمت علما من العلوم وموضوع العلم كذا والتبادر كما يقولون أمارة الحقيقة. ذلك ما أردنا بسطه في الكلام على لفظ علوم من قولنا: علوم القرآن."[28]

اس کے بعد "تاریخِ علومِ قرآن" میں اصل متن یوں ہے:

"ثم بلغ الرسول ما أنزل عليه لأصحابه وقرأه على الناس على مكث أي على مهل وتؤدة ليحسنوا أخذه ويحفظوا لفظه ويفهموا سره. ثم شرح الرسول لهم القرآن بقوله وبعمله وبتقريره وبخلقه أي بسنته الجامعة لأقواله وأفعاله وتقريراته وصفاته مصداقا لقوله سبحانه: {وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ}[29]"۔[30]

"آپ پر قرآن کا جو حصہ نازل ہوتا آپ وہ صحابہ کرام کو پڑھ کر سنا دیتے۔ بلکہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ اپنے عمل سے ان آیات کی تشریح بھی فرما دیتے۔ آیات میں بیان کیے گئے اسرار کو اپنے فصیح وبلیغ اقوال وافعال سے واضح فرما دیتے۔ بلکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔{وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ}۔[31]

یہاں پر بہت سے عربی الفاظ کا ترجمہ حذف کر دیا گیا ہے۔ جیسے " وتؤدة ليحسنوا أخذه ويحفظوا لفظه ويفهموا سره، "کا ترجمہ موجود نہیں۔ پھر یہ کہ "وتقريراته وصفاته، مصداقا، ثم بلغ "کا ترجمہ "سنا دیتے "کیا گیا ہے۔

اسکے بعد اسی بحث سے متعلق اگلی بحث میں اس عربی عبارت کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے:

"ثم وضع دستورا للاجتهاد والاستنباط لم يتسن لأحد قبله إذ كان أول من صنف في أصول الفقه وهو من علوم القرآن كما علمت"۔[32]

"(آپ یعنی امام شافعی) نے اجتہاد اور استنباط کے لیے وہ اصول وضع کیے جو آپ سے پہلے کسی نے بیان نہیں کیے تھے۔ نیز آپ ہی اصول الفقہ پر سب سے پہلے تصنیف کرنے والے ہیں"۔[33] تو اس میں " وهو من علوم القرآن كما علمت "کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔

عربی عبارات میں سے حذفِ الفاظ:

- علوم القرآن کے باقاعدہ تدوینی دور میں علامہ زرکشی کا قول نقل کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں کہ

" وكتاب القياس الذي ذكر فيه تضليل المعتزلة ورجوعه عن قبول رسالتهم اه رضي الله عنه وعن سائر الأئمة المجتهدين[34]."

"کتاب القیاس میں امام شافعی نے معتزلہ کے رد میں شرح وبسط کے ساتھ دلائل ذکر کئے ہیں"۔[35]

مترجمین نے اس بارے میں "ائمہ مجتہدین "کا ترجمہ حذف کر دیا ہے۔۔

- "قرآن کریم کے اسلوب " کے حوالے سے "مناهل العرفان فی علوم القرآن " کے بعض عربی الفاظ کو حذف کیا ہے مثلاً

"فإن لكل كلام إلهي أو بشري أسلوبه الخاص به وأساليب المتكلمين وطرائقهم في عرض كلامهم من شعر أو نثر تتعدد ۔[36]"

"کیونکہ ہر کلام کا خواہ انسانی ہو یا خدائی ہو ایک اسلوب ہوتا ہے جو اس کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے، متکلمین کے اسالیب اپنے شعری یا نثری کلام کو پیش کرنے میں متعدد ہوتے ہیں۔[37]"

اب اس میں باقی عبارت مکمل ہے لیکن " طرائقهم "کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔

اسی طرح اصل متن میں درج بعض سرخیوں کا ترجمہ کرتے ہوئے کلمات اور انکے بیان کا نہ صرف مجموعی معنیٰ ترک کیا گیا ہے بلکہ کلمات کے ایسے اہم بیان کو بھی نظر انداز کر دیا ہے جو کہ اس عبارت کو ماقبل سے جوڑتا ہے۔ مثلاً "کیفیة أخذ جبریل للقرآن،وعمن أخذ : [38]" کا ترجمہ یہ ہے "حضرت جبرئیل کا قرآن کریم کو حاصل کرنا اور حضور اکرم کی طرف منتقل کرنا"۔[39] اسی سے آگے" ماالذی نزل به جبریل[40]" کا ترجمہ "الفاظ قرآن منزل ہیں" کیا گیا ہے۔[41] " المعركة الطاحنة،أو الوحی بین معتقدیه ومنکریه[42]" کا ترجمہ "وحی اپنے معتقدین اور منکرین کے درمیان"[43] تو یہاں پر "المعركة الطاحنة " کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔ "تحریق عثمان للمصاحف والمصحف المخالفة[44]" کا ترجمہ یہ ہے کہ "حضرت عثمان کا مصاحف کو جلا دینا"[45] اس میں " والمصحف المخالفة" کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔ اس کے برعکس اگر ترجمہ "حضرت عثمان کا مخالف مصاحف کو جلا دینا" کر دیا جاتا تو زیادہ مناسب ہوتا۔ اس کے بعد سرخی" حکم نقط المصحف وشکله[46]" کا ترجمہ "مصحف کے نقطوں اور اعراب کا حکم"[47] کیا ہے۔ اور "نسخ الحکم ببدل أخف أو مساوٍأو أثقل[48]" کا ترجمہ "نسخ بہ بدل کی اقسام" کیا گیا ہے -

مناھل العرفان پر اضافہ جات

مترجمین نے بعض مقامات پر ترجمہ کرتے ہوئے زائد الفاظ یا زائد فقرات کا استعمال کیا ہے۔ مثال کے طور پر "علومِ قرآن کی تاریخ" کے موضوع پر بیان کرتے ہوئے ایک جگہ پر اصل عبارت اس طرح دی گئی ہے:

"المبحث الثاني: في تاريخ علوم القرآن وظهور اصطلاحه عهد ما قبل التدوين كان الرسول صلى الله عليه وسلم وأصحابه يعرفون عن القرآن وعلومه ما عرف العلماء وفوق ما عرف العلماء من بعد. ولكن معارفهم لم توضع على ذلك العهد كفنون مدونة ولم تجمع في كتب مؤلفة لأنهم لم تكن لهم حاجة إلى التدوين والتأليف"۔[49]

اب اس عبارت کے ترجمہ میں مترجمین نے بہت سے جملوں کا ذاتی طور پر اضافہ کیا ہے۔ مثلاً وہ اس ضمن میں یوں رقمطراز ہیں:

"یہ دور حضور اکرم اور انکے جانثار صحابہ کرام کا ہے۔ یہ حضرات اہل عرب تھے۔ قرآن اور علوم قرآن کو کماحقہ جانتے تھے۔ حتیٰ کہ علوم قرآن سے متعلق وہ کچھ جانتے تھے جو بعد کے علماء حکماء بھی نہیں جان سکے۔ لیکن ان حضرات کے دور میں اس علم کو ایک خاص انداز میں

مدون نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ یہ حضرات خداداد صلاحیتوں کی بناء پر علوم قرآن کے تمام اسرار و رموز سے واقف تھے۔ اس لیے اس دور میں علوم القرآن کے فن کو مدون کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی"۔[50]

گویا اس میں "یہ حضرات اہل عرب تھے" اور "بلکہ یہ حضرات خداداد صلاحیتوں کی بناء پر علوم قرآن کے تمام اسرار و رموز سے واقف تھے" کا ترجمہ زائد ہے۔

اب اس کے بعد "علوم القرآن کے باقاعدہ تدوینی دور میں" درج ایک مقام پر عربی عبارت کا ترجمہ اس طرح دیا ہے:

"وضع كتابه الحجة في العراق يستدرك به على مذاهب بعض أهل الرأي وألف في مصر كتبا يستدرك بها على مذاهب بعض أهل الحديث[51]."

"جیسا کہ انہوں نے عراق میں کتاب (الحجہ) لکھی جو کہ اس زمانے کے باطل فرقوں کے لیے دلیل اور حجت کا درجہ رکھتی تھی"۔[52]

تو اس میں "جو کہ اس زمانے کے باطل فرقوں کے لیے دلیل اور حجت کا درجہ رکھتی تھی" اضافی بات ہے۔

اس کے بعد علوم القرآن کی ابتداء میں ہی "مادیت پرستوں کے نزدیک علم" کی تعریف میں مناھل العرفان میں اس طرح نقل ہوا ہے:

"والماديون: يزعمون أن العلم ليس إلا خصوص اليقينيات التي تستند إلى الحس وحده. وسنناقش مذهبهم في مبحث نزول القرآن. ولسنا بسبيل بيان تلك الاصطلاحات الآنفة الذكر فلها علومها وكتبها ومباحثها إنما هو عرض عام يعرف منه كيف أن لفظا واحدا هو العلم أنهكته الاصطلاحات المتعددة وتداولته النقول المتنوعة فلا تقعن في لبس إذا ورد عليك في صورة شبه متعارضة.[53]"

"وہ لوگ جو مادیت پرست ہیں۔ ظاہر ہی کو سب کچھ مانتے ہیں۔ باطنییت اور روحانیت کے قائل نہیں ہیں۔ ایمان بالغیب کو خاطر میں نہیں لاتے وہ مادیت پرست کہلاتے ہیں۔ انکے نزدیک علم صرف ان یقینی باتوں کو کہا جاتا ہے جو ہمیں محسوس ہوتی ہیں۔ یعنی جن چیزوں کو ہم ھاتھ لگا سکتے ہیں، دیکھ سکتے ہیں وغیرہ۔ بس انکے نزدیک معلومات کو علم کہا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا تمام تعریفات ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے سامنے لفظ "علم" کا معنی واضح ہو جائے۔ وگرنہ زیادہ تعریفات اور انکے درمیان پایا جانے والا اختلاف انسان کو شبہات کی طرف

لے جاتا ہے۔ ذیل میں ہم وہ تعریف بیان کرنے لگے ہیں جو علم کا معنی سمجھنے میں ہمارے لیے معاون ثابت ہو گی۔ اور علم کی ایک اور تعریف ہمیں معلوم ہو جائے گی۔"[54]

اس میں یہ کہ "وہ لوگ جو مادیت پرست ہیں، ظاہر ہی کو سب کچھ مانتے ہیں۔ باطنیت اور روحانیت کے قائل نہیں ہیں۔ ایمان بالغیب کو خاطر میں نہیں لاتے وہ مادیت پرست کہلاتے ہیں۔ انکے نزدیک علم صرف ان یقینی باتوں کو کہا جاتا ہے جو ہمیں محسوس ہوتی ہیں۔ یعنی جن چیزوں کو ہم ھاتھ لگا سکتے ہیں، دیکھ سکتے ہیں وغیرہ۔ بس انکے نزدیک معلومات کو علم کہا جاتا ہے"۔ اب یہ ساری عبارت مترجمین کی طرف سے کیا گیا ذاتی اضافہ ہے جس کا سرے سے متن موجود ہی نہیں ہے۔ لہذا اگر اس کو مابین القوسین درج کیا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔

پھر قرآن کے معنی بیان کرنے کے بعد یہ بیان ہوا ہے:

" ثم نقل من هذا المعنى المصدري وجعل اسما للكلام المعجز المنزل على النبي صلى الله عليه وسلم من باب إطلاق المصدر على مفعوله. ذلك ما نختاره استنادا إلى موارد اللغة وقوانين الاشتقاق وإليه ذهب اللحياني وجماعة. أما القول بأنه وصف من القرء بمعنى الجمع أو أنه مشتق من القرائن. أو أنه مشتق من قرنت الشيء بالشيء أو أنه مرتجل أي موضوع من أول الأمر علما على الكلام المعجز المنزل غير مهموز ولا مجرد من أل فكل أولئك لا يظهر له وجه وجيه ولا يخلو توجيه بعضه من كلفة ولا من بعد عن قواعد الاشتقاق وموارد اللغة[55]. "

"پھر لفظ قرآن معنی مصدری سے منتقل ہو کر ایسے کلام کا نام بن گیا جو کہ معجز ہے اور نبی کریم پر نازل شدہ ہے۔ یعنی قرآن مجید کا نام بن گیا۔ اب قرآن کا لفظ مصدر ہونے کے باوجود مفعول کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اب قرآن کا ترجمہ "پڑھنا" نہیں کرتے بلکہ "پڑھی جانے والی کتاب" یا "پڑھی گئی کتاب" کرتے ہیں۔ اور مصدر کو مفعول کے معنی میں استعمال کرنا عربی زبان میں رائج ہے۔ اس طرح مصدر کو مفعول کے معنی میں استعمال کرنے کی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔ لفظ قرآن کی جو تحقیق ہم نے بیان کی اس کے علاوہ علماء نے اور بھی بہت سی تحقیقات بیان کی ہیں۔ مثلاً بعض محققین کا کہنا ہے کہ لفظ قرآن کا معنی جمع کرنا ہے۔ بعض کہتے ہیں یہ "قرائن" سے مشتق ہے۔ بعض کہتے ہیں "قرنت الشی ء بالشیء" سے ہے۔ یعنی ملنے ملانے وغیرہ کے معنی میں ہے۔ کیونکہ قرآن کی سورتیں اور آیات ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں اس لیے اسکو قرآن کہتے ہیں"۔[56]

اب اس میں یہ اضافہ کیا گیا ہے:

"اب قرآن کا ترجمہ "پڑھنا" نہیں کرتے بلکہ "پڑھی جانے والی کتاب" یا "پڑھی گئی کتاب" کرتے ہیں۔ اور مصدر کو مفعول کے معنی میں استعمال کرنا عربی زبان میں رائج ہے۔ اس طرح مصدر کو مفعول کے معنی میں استعمال کرنے کی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں"۔ اس کے بعد "لفظ قرآن کی جو تحقیق ہم نے بیان کی اس کے علاوہ علماء نے اور بھی بہت سی تحقیقات بیان کی ہیں"۔ یہ سب بھی اضافہ ہے۔ نیز یہ کہ " کیونکہ قرآن کی سورتیں اور آیات ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں اس لیے اسکو قرآن کہتے ہیں"۔[57] یہ سب بھی اضافہ ہے۔ اب اگر اس سارے مفہوم کا اضافہ اگر حواشی کی صورت میں یا الگ "نوٹ" یا "فائدہ" کے تحت کرتے تو زیادہ مناسب ہوتا تاکہ یہ اصل متن میں تخلیط کا شکار نہ ہوتیں۔

اس سے آگے مزید یہ کہ قرآن مجید کا ایک نام جو کہ "فرقان" ہے اس کی وضاحت علامہ عبدالعظیم زرقانی نے اس طرح کی ہے:

"كذلك ثم سمي به النظم الكريم تسمية للمفعول أو الفاعل بالمصدر باعتبار أنه كلام فارق بين الحق والباطل أو مفروق بعضه عن بعض في النزول أو في السور والآيات"۔[58]

"فرقان فاعل کے معنی میں بھی ہے اور مفعول کے معنی میں بھی۔ اگر فرقان فاعل کے معنی میں ہو تو اس کا مطلب ہوگا حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والا۔ اور اگر یہ مفعول کے معنی میں ہو تو اسکا مطلب ہوگا کہ اس کلام کی ہر ہر سورت اور ہر ہر آیت جدا جدا اور واضح ہے۔ یعنی یہ کلام خلط ملط نہیں ہے بلکہ واضح اور جدا جدا آیات کا حامل ہے۔ مفعول کے معنی ہونے کی صورت میں اسکا ایک معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کلام کی آیات و سورتیں نزول کے اعتبار سے جدا جدا ہیں"۔[59]

اب یہاں پر اس عبارت "یعنی یہ کلام خلط ملط نہیں ہے بلکہ واضح اور جدا جدا آیات کا حامل ہے۔ مفعول کے معنی ہونے کی صورت میں اسکا ایک معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کلام کی آیات و سورتیں نزول کے اعتبار سے جدا جدا ہیں"۔ کا مفہومی انداز اختیار کرتے ہوئے ترجمہ کیا گیا ہے۔

اصل متن پر ائمہ کرام کی آراء اور ذاتی رائے کا اضافہ :

ترجمہ کرتے ہوئے بعض مقامات پر یہ اسلوب بھی اختیار کیا ہے کہ کسی بحث سے متعلق ذاتی طور پر ائمہ کرام کے اقوال کا اضافہ کیا ہے ۔مثال کے طور پر "علم "کی تعریف میں محدثین کی رائے کے حوالے سے علامہ ملا علی قاری کے قول کا اس طرح اضافہ کیا ہے:

"ملا علی قاری فرماتے ہیں: علم مومن کے قلب میں ایک نور ہے جو فانوس نبوت کے چراغ سے مستفاد ہوتا ہے۔ یہ علم نبی کریم کے اقوال، افعال اور احوال کے ادراک کا نام ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، افعال اور اسکے احکام کی ہدایت حاصل ہوتی ہے "۔[60]

- دوران ترجمہ متعدد مقامات پر اصل متن پر ذاتی تبصرہ بھی کیا ہے جسکو وہ کبھی لفظ" فائدہ" یا"ف" یا کہیں پر"(از مترجمین)" کے تحت بیان کرتے ہیں۔ مثلاً علم اسباب نزول کی تعریف وتعارف کے تحت ایامِ وقوعہ کا مفہوم اس طرح پیش کیا ہے:

"(ف)، ایام وقوعہ ؛ کے الفاظ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی ہر ہر آیت کا شان نزول نہیں ہے۔ قرآن مجید کا بہت سا حصہ اللہ تعالیٰ نے از خود نازل فرمایا، کوئی خاص واقعہ یا کسی کا کوئی سوال وغیرہ اس کے نزول کا سبب نہیں بنا"۔[61]

اسی طرح سبب نزول کے فوائد بیان کرتے ہوئے اس آیت مبارکہ "قُلْ لا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّماً عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَماً مَسْفُوحاً أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقاً أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ "۔[62] پر اصل متن نقل کرنے کے بعد ان الفاظ سے تبصرہ پیش کیا ہے:

"اس آیت میں حصرِ صوری پایا جاتا ہے نہ کہ حصرِ حقیقی۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ: حرمت کا حکم، اس آیت میں مذکور اشیائے اربعہ میں محصور ہے۔ اور رہی بات ان اشیاء کی، جنکی ممانعت احادیث سے ثابت ہے، تو اس ممانعت سے کراہت مراد ہے (یعنی ممانعت تحریمی مراد نہیں ہے)۔ لیکن امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد اور اکثر فقہائے کرام کے نزدیک حکم تحریم ان چار چیزوں میں محصور و محدود نہیں"۔[63]

- اسی طرح حروف سبعہ کی بحث میں اس نکتے کے تحت کہ "کیا اختلافاتِ قراءات کا تعلق الفاظ کے ساتھ ہے نہ کہ معانی کے ساتھ" تو اس میں بحث کو سمیٹتے ہوئے مترجمین نے ان الفاظ کا ذاتی طور پر اضافہ کیا ہے:

"قراءات کا اختلاف محض الفاظ کا اختلاف تھا نہ کہ معانی کا۔ اس جملے کا یہ معنی ہے کہ قراءات کے اختلاف سے معانی میں کوئی ایسا اختلاف پیدا نہیں ہوتا تھا، جس سے حکم ہی بدل جائے۔ مثلاً کسی آیت کی ایک قراءت سے کسی چیز کی تحریم کا حکم ثابت ہو رہا ہو تو ایسا ہر گز نہیں کہ اسی قراءت سے اس چیز کی تحلیل ثابت ہو جائے۔ [64]

پھر یہ مثال بھی قابل غور ہے کہ چھٹی بحث جو کہ حروف سبعہ کے بارے میں ہے۔ اس میں حروف سبعہ کا مصاحف عثمانیہ میں موجود ہونے کے حوالے سے بھی انہوں نے اپنی رائے پیش کی ہے جس کا ملخص یہ ہے کہ دور عثمانی میں مصاحف کی جو نقلیں تیار کر کے مختلف بلاد اسلامیہ کو بھیجی گیئں تھیں، وہ ایسے رسم الخط پر مشتمل تھیں جو ساتوں حروف کا متحمل ہو سکے۔ [65]

عربی عبارات میں چند الفاظ کا اضافہ

- مترجمین اکثر ترجمہ کرتے ہوئے "مناھل العرفان" پر ذاتی طور پر بعض الفاظ کا اضافہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ جلد دوم کی آخری بحث اعجاز قرآن کے بعد اختتامی بات بیان کرتے ہوئے ایک مقام پر یوں لکھتے ہیں:

"اور ہر غلطی اور لغزش پر اس سے معافی مانگتے ہیں اور اسکی طرف رجوع کرتے ہیں۔ نیز اس کی بارگاہ میں عرض گزار ہیں کہ ہمارے اس عمل کو قبولیت سے بھی نوازے اور مزید نیک اعمال کی بھی توفیق عطا فرمائے اور مصائب کو جلدی دور فرمائے اور ساری دنیا کے تمام مسلمانوں کے حال مآل کی اصلاح فرمادے"۔ [66] تو یہ دعائیہ الفاظ مترجمین کا اضافہ ہیں۔

اعجازِ قرآن کی وجوہ کے حوالے سے "مناھل العرفان" میں اسکی وجہ دوم کے بارے میں ہے کہ قرآن حکیم کا اسلوب اس قدر نرالا ہے کہ غور کرنے کے باوجود جو سورتیں تھوڑی تھوڑی کر کے نازل ہوئی ہیں اور جو بیک وقت نازل ہوئی ہیں ان دونوں میں فرق نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس سے آگے یہ ہے:

" فسورة البقرة مثلا وقد نزلت بضعة وثمانين نجما في تسع سنين لا تجد فرقا بينها وبين سورة الأنعام التي نزلت دفعة واحدة كما يقول الجمهور" ۔[67]

ترجمہ میں اس ضمن میں یہ بیان ہوا ہے:

"مثلاً سورۃ البقرۃ تو سال میں اسی سے زائد مرتبہ مختلف حصوں میں نازل ہوئی اور اسکے مقابلہ میں سورۃ الانعام مفسرین کے قول کے مطابق ایک ہی بار نازل ہوئی ہے"۔[68]

یہاں پر مترجمین نے "جمہور" کی بجائے "مفسرین" کا ترجمہ کیا ہے تو یہاں پر جمہور یا اکثریت ترجمہ کرنا ہی زیادہ مناسب تھا۔

- اسی اعجاز قرآن کی وجوہ کے ضمن میں قرآن حکیم کا مخلوق کی حق کی طرف رہنمائی کے لیے مختلف علوم و معارف پر مشتمل ہونا اور ان علوم و معارف کا من جانب اللہ ہونے کے بارے میں ایک عربی عبارت یہ ہے کہ

"محمد وهو رجل أمي نشأ بين الأميين أن يأتي بها من عند نفسه بل يستحيل على أهل الأرض جميعا من علماء وأدباء وفلاسفة ومشترعين وأخلاقيين أن يأتوا من تلقاء أنفسهم بمثلها"۔[69]

"محمد ﷺ (جو خود بھی امی تھے اور امیوں میں ہی پرورش پائی) کے لیے خود اپنی جانب سے ایسے علوم و معارف پیش کرنا ناممکن ہے۔ بلکہ تمام روئے زمین کے علماء ادباء، فلاسفہ، بزرگان دین اور صوفیاء کے لیے بھی ناممکن ہے کہ وہ خود اپنی جانب سے اسطرح کے علوم و معارف پیش کر سکیں"۔[70]

تو یہاں "مشترعین" کے لیے "بزرگانِ دین" کی اصطلاح کی بجائے "قانون سازی کرنے والے علماء ربانیین کے" معنیٰ اگر مراد لیے جاتے تو زیادہ مناسب ہوتا۔

- ترجمہ میں جیسا کہ کہیں کہیں استطرادا اور حشو وزوائد سے کام لیا گیا ہے۔ اسی طرح اس میں پروف خوانی کے حوالے سے بھی اغلاط موجود ہیں۔ مثلاً عیاں کو عایاں، منسوخ کو مسنوخ، نشو و نما کی جگہ نشو و نمو، ابو داؤد کو ابو دوَد، بھینچنے کو بھیجنے، متعدد کو معتدد، روایت کو راویت، حضرت ابو بکر کو حضرت ابو بکرۃ، جھٹلایا کو جھٹھلایا، متأخرین کو متاخیرن، اہل سنت والجماعت کی جگہ اہل سنت والجاعت، توراۃ کو توارۃ، حجت کی جگہ محبت، گمراہ کو راہ گم، علامہ الشر بنالی کو شر نبلانی تحریر کیا ہے۔[71]

حاصل کلام

اگرچہ اس ترجمہ میں بعض مقامات پر "مناھل العرفان فی علوم القرآن" کے ضمن میں کچھ ابحاث میں تقدیم و تاخیر، حذف واضافہ کا عنصر نمایاں ہے لیکن اس کے باوجود مجموعی لحاظ سے یہ ایک عمدہ کوشش ہے۔ جیسا کہ اس ترجمہ کی بدولت عام وخاص طبقہ کی طرف سے قرآن کریم کے متعلق عصر حاضر کی الحادی فکر کا دینی اور دعوتی پہلو سے جواب دیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں چونکہ علوم قرآن کی اہم انواع کے بارے میں ائمہ کرام کے منتشر اقوال کو یکجا کرنے، مبہم باتوں کو واضح کرنے اور راجح رائے کو سامنے لانے کا بہتر اہتمام موجود ہے۔ لہذا اس کے دوررس اثرات کے حصول کے لیے اس کا مطالعہ ضروری ہے جس تک عام طبقہ کی رسائی صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب اس کا ترجمہ دیگر زبانوں میں کیا جائیگا۔ اسی ضرورت کے پیشِ نظر اسے اردو زبان کے قالب میں ڈھالا گیا ہے تاکہ یہ مستقبل میں دونوں زبانوں میں باہمی علوم کے مضبوط روابط کا ذریعہ بن سکے۔

مصادر و مراجع

[1] خیر الدین بن محمود بن محمد الزركلي، الأعلام (بیروت: دار العلم للملايين، 2002ء)6/210۔
Kahyr al-Dīn ibn Maḥmūd ibn Muḥammad, al-A'lām, (Beirut: Dār al-'Ilm al-Malāyyīn, 2000 AD) 6/210.

[2] محمد حسن محمد سبستان، تقويم أساليب تعليم القرآن الكريم وعلومه في وسائل الإعلام، (سعودی عرب: مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، 2010)44۔
Muḥammad Ḥassan ibn Muḥammad Subistān, Taqwīm Aṣālīb Ta'līm al-Qur'ān al-Karīm wa 'Ulūmihī fī Wasā'il al-A'lām, (Saudi Arabia: Majma' al-Malik Fahad litaba'ah al-Mushaf al-Sharif, 2010 AD) 44.

[3] نور الدين محمد عتر الحلبي، علوم القرآن الكريم (دمشق: مطبعة الصباح، 1414ھ/1993ء)9۔
Nūr al-Dīn Muḥammad 'Atr al-Ḥalabī, 'Ulūm al-Qur'ān al-Karīm, (Damascus, Maṭba' al-Ṣabāḥ, 1414 AH/1993 AD) 9.

[4] محمد عبد العظيم الزُّرقاني، مناهل العرفان في علوم القرآن (مصر: مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، س۔ن)2/302۔
Muḥammad 'Abd al-Aẓīm Al-Zurqānī, Manāhil al-'Irfān fī 'Ulūm al-Qur'ān (Egypt: Maṭba' 'Isā al-Bābī al-Ḥalabī wa Shurakāh, ND) 2/302.

[5] الزُّرقاني، مناهل العرفان في علوم القرآن، اردو مترجمین: مولانا ڈاکٹر خالد محمود، مولانا ابو محمد عبد الوھاب، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س۔ن)2/170۔
Al-Zurqānī, Manāhil al-'Irfān fī 'Ulūm al-Qur'ān, Urdu Translators: Mawlānā Dr. Khālid Maḥmūd, Mawlānā Abu Muḥammad Abd al-Wahhāb, (Lahore: Maktabah Raḥmaniyyah) 2/170.

[6] الزُّرقاني، مناهل العرفان، 2/303۔
Al-Zurqānī, Manāhil al-'Irfān, 2/303.

[7] خالد محمود، عبد الوھاب، مناھل العرفان، 2/170۔
Khālid Maḥmūd, Abd al-Wahhāb, Manāhil al-'Irfān, 2/170.

[8] الزُّرقاني، مناهل العرفان،2/303۔

Al-Zurqānī, Manāhil al-‘Irfān, 2/303.

[9] خالد محمود، عبدالوهاب، مناهل العرفان،2/170۔

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-‘Irfān, 2/170.

[10] الزُّرقاني، مناهل العرفان،2/303 ۔

Al-Zurqānī, Manāhil al-‘Irfān, 2/302.

[11] خالد محمود، عبدالوهاب، مناهل العرفان،2/170۔

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-‘Irfān: 2/170.

[12] الزُّرقاني، مناهل العرفان،2/353۔

Al-Zurqānī, Manāhil al-‘Irfān, 2/353.

[13] خالد محمود، عبدالوهاب، مناهل العرفان، 2/223۔

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-‘Irfān, 2/223.

[14] الزُّرقاني، مناهل العرفان،2/375-376۔

Al-Zurqānī, Manāhil al-‘Irfān, 2/375-376.

[15] خالد محمود، عبدالوهاب، مناهل العرفان2/3۔

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-‘Irfān, 2/3.

[16] أيضاً،2/172۔

Ibid, 2/172.

[17] أيضاً،2/176۔

Ibid, 2/176.

[18] أيضاً،2/197۔

Ibid, 2/197.

[19] أيضاً:1/79؛1/81-83۔

Ibid, 1/79; 1/81-83.

[20] الزُّرقاني، مناهل العرفان،1/8-10۔

Al-Zurqānī, Manāhil al-‘Irfān, 1/8-10.

[21] خالد محمود، عبدالوهاب، مناهل العرفان،1/441۔

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-‘Irfān, 1/441.

[22] الزُّرقاني، مناهل العرفان،2/30۔

Al-Zurqānī, Manāhil al-‘Irfān, 2/30.

[23] أيضاً،1/91۔

Ibid, 1/91.

[24] خالد محمود، عبدالوهاب، مناهل العرفان،1/85۔

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-‘Irfān, 1/85.

[25] الزُّرقاني، مناهل العرفان،1/29۔

Al-Zurqānī, Manāhil al-‘Irfān, 1/29.

[26] أيضاً،2/310۔

Ibid, 2/310.

[27] خالد محمود، عبدالوهاب، مناهل العرفان،2/176۔

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-'Irfān, 2/176.

[28] الزُّرقاني، مناهل العرفان،1/14۔

Al-Zurqānī, Manāhil al-'Irfān, 1/14.

[29] النحل44۔

Al-Naḥl, 44.

[30] الزُّرقاني، مناهل العرفان،1/29۔

Al-Zurqānī, Manāhil al-'Irfān,1/29.

[31] خالد محمود، عبدالوھاب، مناهل العرفان،1/28۔

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-'Irfān, 1/28.

[32] الزُّرقاني، مناهل العرفان،1/34۔

Al-Zurqānī, Manāhil al-'Irfān, 1/34.

[33] خالد محمود، عبدالوھاب، مناهل العرفان،1/33۔

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-'Irfān, 1/33.

[34] الزُّرقاني، مناهل العرفان،1/34۔

Al-Zurqānī, Manāhil al-'Irfān,1/34.

[35] خالد محمود، عبدالوھاب، مناهل العرفان فی علوم القرآن،1/33۔

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-'Irfān, 1/33.

[36] الزُّرقاني، مناهل العرفان،2/303۔

Al-Zurqānī, Manāhil al-'Irfān, 2/303.

[37] خالد محمود، عبدالوھاب، مناهل العرفان، 2/170۔

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-'Irfān, 2/170.

[38] الزُّرقاني، مناهل العرفان،1/43۔

Al-Zurqānī, Manāhil al-'Irfān, 1/43.

[39] خالد محمود، عبدالوھاب، مناهل العرفان،.1/46۔

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-'Irfān, 1/46.

[40] الزُّرقاني، مناهل العرفان،1/44۔

Al-Zurqānī, Manāhil al-'Irfān, 1/44.

[41] خالد محمود، عبدالوھاب، مناهل العرفان،.1/46۔

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-'Irfān, 1/46

[42] الزُّرقاني، مناهل العرفان،1/56۔

Al-Zurqānī, Manāhil al-'Irfān,1/56.

[43] خالد محمود، عبدالوھاب، مناهل العرفان،1/63۔

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-'Irfān, 1/63.

[44] الزُّرقاني، مناهل العرفان،1/220۔

Al-Zurqānī, Manāhil al-'Irfān, 1/220.

[45] خالد محمود، عبدالوھاب، مناهل العرفان،1/252۔

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-'Irfan, 1/252.

[46] الزُرقاني، مناهل العرفان،1/341۔

Al-Zurqānī, Manāhil al-'Irfan,1/341.

[47] خالد محمود،عبدالوهاب،مناهل العرفان،1/373۔

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-'Irfan, 1/373.

[48] الزُرقاني، مناهل العرفان،2/222۔

Al-Zurqānī, Manāhil al-'Irfan, 2/222.

[49] أيضاً،1/28۔

Ibid, 1/28.

[50] خالد محمود،عبدالوهاب،مناهل العرفان،1/28۔

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-'Irfan, 1/28.

[51] الزُرقاني، مناهل العرفان،1/34۔

Al-Zurqānī, Manāhil al-'Irfan,1/34.

[52] خالد محمود،عبدالوهاب،مناهل العرفان،1/33 ۔

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-'Irfan, 1/33.

[53] الزُرقاني، مناهل العرفان،1/13۔

Al-Zurqānī, Manāhil al-'Irfan, 1/13.

[54] خالد محمود،عبدالوهاب،مناهل العرفان،1/12۔

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-'Irfan, 1/12.

[55] الزُرقاني، مناهل العرفان،1/14۔

Al-Zurqānī, Manāhil al-'Irfan,1/14.

[56] خالد محمود،عبدالوهاب،مناهل العرفان،1/13۔

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-'Irfan, 1/13.

[57] محولہ بالا۔

Ibidem.

[58] الزُرقاني، مناهل العرفان،1/14-15۔

Al-Zurqānī, Manāhil al-'Irfan, 1/14-15.

[59] خالد محمود،عبدالوهاب،مناهل العرفان،.1/13-14۔

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-'Irfan, 1/13-14.

[60] خالد محمود،عبدالوهاب،مناهل العرفان،.1/13۔

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-'Irfan, 1/13.

[61] أيضاً:1/104۔

Ibid, 1/104.

[62] الانعام145۔

Al-An'ām 145.

[63] خالد محمود،عبدالوهاب،مناهل العرفان:1/107۔

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-'Irfān, 1/107.

[64] اَیضاً: 1/155۔

Ibid, 1/155.

[65] اَیضاً: 1/169۔

Ibid, 1/169.

[66] خالد محمود، عبد الوھاب، مناھل العرفان، 2/307۔

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-'Irfān, 2/307.

[67] الزُّرقاني، مناھل العرفان، 2/340۔

Al-Zurqānī, Manāhil al-'Irfān, 2/340.

[68] خالد محمود، عبد الوھاب، مناھل العرفان، 2/206۔

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-'Irfān, 2/206.

[69] الزُّرقاني، مناھل العرفان، 2/342

Al-Zurqānī, Manāhil al-'Irfān,2/342.

[70] خالد محمود، عبد الوھاب، مناھل العرفان، 2/207.

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-'Irfān, 1/207.

[71] خالد محمود، عبد الوھاب، مناھل العرفان، 1/45؛ 1/32؛ 1/38؛ 1/83؛ 1/88
؛ 1/117؛ 1/137؛ 1/152؛ 1/184؛ 1/315؛ اَیضاً؛ 1/436؛ 1/439؛ 2/36؛ 2/77؛ 2/50

Khālid Maḥmūd, Abdul Wahhāb, Manāhil al-'Irfān, 1/45; 1/32;1/38; 1/38;
1/83;1/88;؛1/117؛1/137؛1/152؛1/184؛1/315؛ibid,؛1/436؛1/439; 2/36; 2/77; 2/50.